1166

Acc. No = 1166

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

مثنوی حیرت افزا

مع

غزلیات محسن و قاسم

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطرز مطبوع طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجب وہ خالقِ ارض و سما ہے
کہ جسکا وصف لا احصی ثنا ہے

ہوا منظور جب اظہار اپنا
زبیچونی برنگ چون دکھانا

محمد کا بنایا نور پہلے
لیا پھر کاف و نون کو نور کل سے

کیا دو حرف سے کونین پیدا
نہین اسمین گذر چون و چرا کا

شہِ لولاک ختم الانبیا ہین
محمد مصطفےٰ نور خدا ہین

سبب سایہ نہونے کا یہی تھا
کہ تھا نور علی نورِ سراپا

درود بیحد و بیعد سلامست
برو بر آل و اصحابش تمامست

سنو عرض امانت کا اشارا
اٹھاؤ بار عشق و عاشقی کا

تہ و بالا زمین و آسمان تھے
تحمل سے اُسی کے کوہ لرزے

بشر نادان ظلوم بیخبر نے
دھرا سر پہ شرابِ عشق پی کے

دکھایا لالہ تا بی رنگ اسکا
کیا اظہار صدق و فسق اپنا

ز دریا موج گوناگون برآمد
دل عاشق بہ رنگِ خون برآمد

کہین معشوق صادق عشق صادق
کہین معشوق فاسق عشق فاسق

کہین معشوق عاشق رنگ خادم
کہین عشقِ مجازی کے لوازم

کہین عشقِ حقیقی انبیا سا
کہین عشق بتان کا شور و غوغا

کہین دیدار ایمن کی تعلّی
کہین تھی لن ترانی کی تجلّی

کہین معراج مین تھا قرب ایسا
کہ جیسے قاب قوسین اور اَدنا

کہین مشہور محبوبِ خدا تھے
شفیع المذنبین روز جزا تھے

کہین آنپر فدائے جان و تن تھے
حبش کے روم کے بصرے یمن کے

کہین تھا یوسفِ کنعان زلیخا
عزیز مصر کا مشہور قصا

کہین لیلا و مجنون ہیر رانجھا
کہین وامق کہین معشوق عذرا

کہین فرہاد و شرین عشق غمگین
کہین تھا ماجرای جوی شیرین

کہین تھا شور سرداری برابر
کہین تھی ذلت و خواری سراسر

کہین دلسوز الفت کا اثر تھا
کہین دل سخت مانندِ حجر تھا

کہین ظالم کہین مظلوم عاشق
کہین خرّم کہین مغموم عاشق

کہین شادان کہین نالان شب و روز
کہین خندان کہین گریان شب و روز

کسی کو دی وہ صورت صورتِ گل
ہوا آشفتہ کوئی مثل بلبل

کسی کے عشق مین کوئی گرفتار
محبت مین اُسی کے ہی وہ بیمار

کسی کو عشق نیکی کا شب و روز
کسی کو عشق بدکاری جگر سوز

کہین بیدرد بابا ہی ستمگر
کہین بیرحم مادر ہی سراسر

چنانچہ ایک قصہ اب سُنا ہی
اُسی کو نظم اُردو مین کیا ہی

سبب نظم

ہوئی احباب کی اک روز صحبت
ہوا ہر طور سے ذکر محبت

کسی نے حال ماضی کا کہا کچھ
کسی سے حال کا قصہ سُنا کچھ

غرض تازہ حکایت مکر و فن کی
کسی نے کی روایت ایک زن کی

ہوا جب گوش زد قصہ وہ سارا
ہوا تحریر کا اُسکی یہ چرچا

مسلسل نثر مین مرغوب ہوگا
اگر منظوم ہو تو خوب ہوگا

بایمائے صداقت کیش احباب
بفرمان وفا اندیش احباب

کیا منظوم مین نے حال زن کا
ہوا مشہور قصہ حیرت افزا

آغاز قصہ

عجب حیرت فزا یہ داستان ہی
لگا کے دل سنو تازہ بیان ہی

سراپا درد و حسرت سے بھرا ہی
محیط شور افزا ماجرا ہی

سُنا ہی ایک مرد نیک سیرت
ہمیشہ شہر کلکتہ سکونت

بہت مشہور تھا وہ خانساماں
ملازم تھا کسی کا اہل ایمان

نہایت خوبصورت زوجہ اُسکی
پری پیکر ولیکن بدسیر تھی

اُسی سے ایک تھا فرزند اُسکا
بہت اپنے پدر کا وہ پیارا

غرض اُس بدسیر کا دل سراپا
ہوا تھا مبتلا اک نوجوان کا

نہین تھا چین اُسکو ایکدم بھر
بغیر اُسکے رہا کرتی وہ مضطر

نکل جاتا وہ گھر سے جب وہان کو
بلاتی بدسیر تھی نوجوان کو

گذرتا نوکری مین دن میان کا
ہمیشہ شام کو گھر مین وہ آتا

شرابِ فسق پیتی ساتھ اُسکے
جگر اپنا وہ سیتی ساتھ اُسکے

قضارا ایک دن اُسکے پسر نے
کہا روٹی مجھے دے جلد آ کے

وہ جھنجھلا کے اُٹھی بدکارہ اُسپر
نہین روٹی بچی ہے جا کہین مر

ارے کمبخت باہر جا یہان سے
خدا تجکو اُٹھائے اس جہان سے

لگا کہنے وہ لڑکا ہاے امان
اگر روٹی نہ دیگی تو مجھے ہان

کہونگا حال تیرا سب پدر سے
نکالیگا تجھے آ کے وہ گھر سے

کہا پھر طیش کھا اُسنے کہ مردود
نہ چھوڑونگی تجھے دنیا مین موجود

اگر تو باپ سے اپنے کہیگا
بھلا تو جان سے زندہ رہیگا

کلیجا ذبح کر تیرا نکالون
پکا کے باپ کو تیرے کھلاؤن

یہ سُن بھوکا پیاسا جبکہ مایوس
نکل آیا وہ گھر سے باصد افسوس

گذارا دن تمامی اُس الم مین
نہایت درد و سختی رنج و غم مین

جب آیا شام کو اُس روز بابا
کہا اُسنے وہ تب احوال سارا

سُنا احوال اُسنے ننگ ناموس
کہا جا کے یہ بی بی سے کہ افسوس

تری آئی اجل کیا ماجرا ہی
اری شیطان کھیری کیا ہوا ہی

کہان سے کون آتا ہی بتا تو
کسی سے کیا ہوئی ہے مبتلا تو

اُسی کے ساتھ دن تیرا ہی بیتا
بہم عیش و طرب سے ہی گذرتا

بُرا احوال تیرا مین کرونگا
کسی سے حال جو ایسا سنونگا

لگی کہنے کہ جھوٹا ہی وہ لڑکا
کہا ہی حال اُسنے جو کہ ایسا

لڑکپن مین نہین ہوتی صداقت
نہین یہ بات رکھتی کچھ حقیقت

تمہاری ہی فقط یہ بدگمانی
نہین سنتی تمہاری مین کہانی

کہ مرد اجنبی گھر مین بُلاؤن
سوا تیرے کسی کو مُنہ دکھاؤن

لگاؤن آگ تیری اس ہنسی کو
کسی کے ساتھ مین بیٹھون خوشی ہو

ارے نادان یہ کیا تجکو ہوا ہی
کہ لڑکون کا سخن تونے سُنا ہی

خدا شاہد مرے اقوال کا ہی
خدا عالم مرے افعال کا ہی

لیا دل ہاتھ مین باتین بنا کے
کیا ٹھنڈا اُسے تسکین دے دے

ولیکن کید زن سے تھا نہ ماہر
کہ ہی قرآن مین کید کُن ظاہر

چنانچہ ترجمہ اُسکا کیا ہی
کسی نے فارسی مین یون لکھا ہی

ز کیدِ زن دلِ مردان دو نیم است
زنان را کیدہای بس عظیم است

رہا سب حال پوشیدہ اُسی طور
ہوا ظاہر نہ ہرگز پس کسی طور

وہی ساقی وہی محفل وہی رنگ
وہی عادت وہی خصلت وہی ڈھنگ

وہ کالا مُنہ کیا کرتی ہمیشا
بُلا کے یار سے پوشیدہ اپنا

نہ اُسکو خوف تھا روزِ جزا کا
نہ مطلق ڈر عزیز و اقربا کا

مگر دل میں خیال اُسکا جما تھا
کہا تھا جو پسر نے حال اُسکا

اُسی دن سے نہایت تھی وہ بدظن
کیا کرتی وہ فکرِ قتل و کشتن

دیا فرزند کو چندے بھلاوا
کیا اک روز اُسنے قتل اُسکا

کیا ہمدیات کیا بے خطر ہو
تصدق یار پہ اپنے پسر کو

جگر اُسکا نکالا کر شکم چاک
اُسے پھر خوب پانی سے کیا پاک

لپیٹی بوریے میں لاش اُسکی
کسی جا ایک موقع سے چھپائی

بیان بے مہری مادر

عجائب عشق کا یہ ماجرا ہی
نہ الفت ما کو بیٹے سے ذرا ہی

بہت مشہور ہی ما کی محبت
فزون ہی باپ کی نسبت نہایت

کیا کیونکر حلال اپنے پسر کو
نکالا کسطرح اُسکے جگر کو

وہ سینہ پر چڑھی کسطرح اُسکے
ہوا کیونکر شکم چیرا چھری سے

اُسے مانند غیرون کے نہ آیا
ترحم یا خدا اے وای ویلا

نہ خونِ مادری نے جوش مارا
محبت نے کیا ایسا کنارا

نہ خوف اُسنے کیا روزِ جزا سے | کہ کیا اُسکی سزا ہوگی خدا سے

بیان آمدن شوہر و حیلۂ مادرِ بے مہر

سنو جب باپ آیا نوکری سے | فراغت سے وہ بیٹھا خوش دلی سے
نہ دیکھا جبکہ اُس لختِ جگر کو | لگا وہ پوچھنے نورِ نظر کو
کہا اُسنے کہ لڑکا کھیلنے کو | کہین باہر گیا ہی وہ ابھی تو
یہ سنتے ہی گیا باہر اک جا | پھرا بیچین جب اُسکو نہ پایا
کہا پھر مکر سے لڑکا تمھارا | گیا گھر مین وہ ماموں کے کھلنڈرا
یہان بیٹھو تم آؤ کھاؤ کھانا | کہا مجبور ہو کے لاؤ کھانا
وہی پختہ جگر اُسکا وہ لائی | رکابی ایک اُسکی تھی لگائی
خیال آیا یکایک پھر یہ اُسکو | گیا شاید کہ ماموں کے وہ گھر ہو
وہان جاکے دل پژمردہ بیچین | کیا دریافت حالِ قرۃ العین
کہا سب نے کہ وہ دلبر تمھارا | کئی دن سے نہین آیا ہمارا
وہان سے رنج و غم مین چشم خونبار | پھرا افسردہ دل مانند بیمار
ہوئی دلکو خبر از عالم غیب | کیا ہی قتل لڑکے کو بلا ریب
تلاش اُسنے کیا ہر چند گھر مین | نہ پایا کچھ پتا دیوار و در مین
کیا جاکے یہی حاکم سے اظہار | وہان سے آئے بہ تند از ہشیار

بیان قید شدن زن و افسوس خلائق

کیا زن کو مقید پھر سبھون نے ۔ نکالا ڈھونڈھ کے لاشہ وہان سے
وہ لاشہ اور وہ تختہ کلیجا ۔ گیا حکام کے آگے لپٹ کا
خدایا کیا غضب ٹوٹا زمین پر ۔ کہ بیٹے پر ہوئی مادر ستمگر
عجب محشر بپا اُسدم ہوا تھا ۔ کہ تھا شور قیامت کا نمونا
کسی نے پیٹ سر کو زانوؤن کو ۔ بنایا خون رو رو آنسوؤن کو
کسی نے نوچ منھ کو کوٹ چھاتی ۔ نہایت شور سے ہر ہر مچائی
کسی نے سر کھسوٹا ہاے دُھوکی ۔ کسی نے دانت مین اُنگلی دبائی
کہین سکتہ زدہ بیہوش کوئی ۔ کہین حیرت زدہ خاموش کوئی
سبھی تصویر کی صورت نمودار ۔ کھڑے بیحس وجنبش مثل دیوار
کیا تحقیق حاکم نے مفصل ۔ ہوا سب کشف عورت سے وہ مجمل
ہوا پھر بعد اُسکے حکم آئین ۔ شہیدون کی کرو تجہیز و تکفین
عزیز و اقربا نے دوستون نے ۔ کیا مدفون اُسکو چشم تر سے
وہان زن قید خانہ مین رہی قید ۔ بھلائے سب چلتر اور سب کید

بیان تجویز سزا

ہوا اک ہفتہ آپس مین یہ چرچا ۔ کہ اس زن کو سزا اسکی ملے کیا
ہوا جب معرکہ آرا یہ شورا ۔ کہا ہر ایک نے دل مین جو آیا
صلاح وقت سے سوجھا کسی کو ۔ کہ دو پھانسی اسے سولی چڑھاؤ

محقق فلسفی سے بھی کسی نے
بتایا قتل گہ مین مار ڈالے

فلاطون فی بھی تدبیر سوچا
کہ کھینچو پوست اسکا سب سراپا

پھر و شخص کھال مین تشہیر کردو
کہ تا عبرت رہے ہر ایک زن کو

رسائی فکر کامل یون کسی کی
کہ ہو میدان مین اب سنگساری

نظر مین تیز عقلون کے بھی بھتا
کہ تیرون سے مشبک ہو سراپا

کسی نے عقل سے یہ فکر کی تھی
کرو آماجگاہ تیر و گولی

کسی کی عقل کافی اس سزا کو
کھڑا کر توپ سے اسکو اڑاؤ

لگا اس طور کہنے بعض دانا
سزا اسکی کرو درگور جیتا

کسی نے فکر سے اپنے یہ سوچا
سزا فی الفور ہو اسکی اسی جا

برہنہ تن کرو سر کو منڈاؤ
سیہ رو کو گدھے پہ پھر چڑھاؤ

تمامی شہر مین دو چار دن تک
پھراؤ تا کہ دیکھے اسکو ہر یک

کسی فرزانہ نے یہ گفتگو کی
کہ مین نے اک نئی تدبیر سوچی

کہ اسکا پاؤن ہاتھی سے بندھا کے
سر بازار کھینچے وہ گھسیٹے

بھی ہر ایک نے ہر طور سوچا
ہوا انجام اسپر مصلحت کا

کہ اسپر چھوڑ دیے کتے شکاری
کرین تا خوب سی اسکی وہ خواری

ہوا میدان قلعہ کا مقرر
دو شنبہ دن مہینا تھا ستمبر

ہوئی تاریخ پندرہ ہوین آسی کی
سن اٹھارہ سو باسٹھ ۱۸۶۲ مسیحی

پیادے لیگئے اُسکو پیادا — سزا اُسے نا سزا کا تھا تماشا

سگان تیز دندان حملہ آور — کئی اقسام کے چھوٹے برابر

کسی ہلکار پر گلڈرانک جھپٹا — کسی للکار پر تازی بچہ تھا

اشارہ سے کبھی خندہ سبک سیر — کبھی تازہ ولایت کی ہوئی فیر

کنایہ پر کسی کے تھا شکاری — کبھی وحشت بھرا وڑا سپاڑی

لگے جیون شیر صحرائی بھبکتے — لگے عف عف کنان دیسی ڈپکتے

کہون مین ماجرا اسوقت کا کیا — برا احوال کتون نے کیا تھا

اُڑائین بوٹیان ہر عضو تن کو — جھنجھوڑا نوچ کھایا تن بدن کو

کسی نے سرو بوجا ہاتھہ کھینچا — کسی نے ٹانگ پکڑی وھر گھسیٹا

کسی نے زور سے سینہ کو پھاڑا — کسی نے سر کیا اُسکا دو پارا

جدا تن سے کیا ہر ایک اعضا — دیا منھہ مین ہر اک لے لیکے بھاگا

مٹایا نام ہستی کا یہان تک — نپایا خوبصورت کا نشان تک

بدی کا ایک دن انجام بد ہے — جزا اسے نیک نیکی کی سند ہے

ہوا تھا جیسا سے کام جیسا — سزا کا بھی ہوا انجام ویسا

سن تالیف کا جب وقت آیا — خیالی بحر مین غوطہ لگایا

ہجوم فکر کچھہ مجھہ پر ہوا تھا — رکھا تھا ہاتھہ سر پر حیرت افزا

کہ ناگہ یون ندا از غیب پہونچی — کہ ہمنے خوب ہی تاریخ سوچی

دل افسردہ حیرت سے نکالو
نئے مضمون سے یہ سال لکھو

کیا جسوقت چھاپہ کا سر انجام
ہوا تاریخ کا اُسکی یہ انجام

ہر اک مشتاق سن سن کے یہ کہتا
کہو تو داستان حیرت افزا
۱۲۷۹ھ

بس اب خاموش ہو قاسم کہ اسجا
نہین طول سخن بہتر زیادا

اُٹھا کے ہاتھ کو اپنے دعا کر
بدرگاہِ خدائے لطف گستر

کہ اے غفار اُسکو بخشیو تو
شہیدون کے مراتب دیجیو تو

طفیل مصطفیٰ کے پنجتن کے
خطائین عاصیون کی عفو کر دے

تمام شد قصہ غزلیات حیرت افزا

سدا ظلم ہم پہ کیا کیجیے گا
و یار رحم بھی کچھ ذرا کیجیے گا

مین ہر روز لاؤن نیا دل کہان سے
جو آپ اُسکو دم مین لیا کیجیے گا

یہ کیون تیغ ابرو پہ وسمہ کشی ہی
مگر سر کسی کا جدا کیجیے گا

شب وصل مین مین نے بوسہ جو مانگا
کہا پھر نہ کہنا خطا کیجیے گا

ڈراتے ہو کیون تیغ ابرو سے ہمکو
جو عاشق نہون گے تو کیا کیجیے گا

حقیقت جدائی کی معلوم ہوگی
اگر دل کسی پر فدا کیجیے گا

لیا ایک بوسہ ہی دو آپ لین
خطا ایک کی دو سزا کیجیے گا

یہ غمزہ کرشمہ او انار صاحب
جو عاشق ہون اُنسے کیا کیجیے گا

یقین ہی یہ قاسم کبھی آپ ہمسے
نہ ہوگا کبھی ہمدگر وفا کیجیے گا

غزل

سرون پر دوستو اپنے ذرا بار کرم لیلو
وہ آتا ہی شہ خوبان ذرا اوسکے قدم لیلو

کریگا قتل وہ قاتل نگاہ تیغ سے تمکو
کوئی لحظہ کوئی ساعت کوئی دم اور دم لیلو

نہ تمپر دوستو مطلق کریگا رحم وہ ہرگز
دوبارہ پھر اگر مرکر جہان مین تم جنم لیلو

مین حاضر ہون نہین ہی عذر مجکو کسی عنوان
غلامی مین اگر اپنی تو چاہو بیدرم لیلو

نہین دیدار کی اوسکے تمہین اے دوستو طاقت
اگر دیکھو تجلی کو تو تم راہ عدم لیلو

ابھی ملک فنا کی راہ طے کرنے کو حاضر ہین
اگر تم ہاتھ مین اپنے ذرا تیغ دو دم لیلو

نہین انکار دینے مین فدا ہی جان یہ تمپر
اگر اس قول پر چاہو تو قاسم سے قسم لیلو

غزل

مدت سے انتظار ہی تشریف لائیے
آنے مین اپنے دیر نہ مطلق لگائیے

اب ایکبار پھر رخ گلگون دکھائیے
بلبل سا حال وقال پریشان بنائیے

زلف سیہ سے اپنے نہ منھ کو چھپائیے
اندھیر ہوگا چاند نہ بدلی مین لائیے

عاشق کے دلمین تاب نہین سوز ہجر کی
جلتا ہی اور اب نہ جلے کو جلائیے

مرجاؤنگا تڑپ کے اگر ہی یہی ستم
عادت نہ اس طریق کی اپنی بنائیے

یہ عرض میری سن کے ذرا گوش کیجیے
غیرون کو اپنے پاس نہ ہرگز بٹھائیے

قند و شکر نبات ہمین اپنے حق مین ہی
دشنام بھی اگرچہ زبان سے سنائیے

تیر نگہ کے زخم مین صحت ابھی نہین
مرجاؤنگا نہ خنجر ابرو چلائیے

دیدار یار ہی ہمین دونون جہان کی سیر
خدمت سے اٹھکے یار کی کسطرف جائیے

کاری ہی زخم تیر و سنان سے زیادہ تر — مژگانکو اپنی آپ نہ جنبش مین لائیے

تیغ دودم کا بھی ہمین زخمی بنائیے — سُرمہ کشیدہ آنکھ ہمین پھر دکھائیے

تیغ دودم کا کاٹ ہی دنبالۂ سیاہ — سرمہ لگا کے یار نہ آنکھین دکھائیے

ہر روز وعدہ کرتے ہو آتے کبھی نہین
قاسم کے سر کی آپ قسم اب نہ کھائیے

غزل

تجھسا جہان مین اور کوئی مہ جبین نہین — آدم نہین پری نہین اور حور عین نہین

کہنا روا ہی تجکو سلیمانِ دلبران — کیا ملکِ دلبری ترے زیر نگین نہین

دیکھا کبھی نہ آنکھ اُٹھا کر مری طرف — کیونکر کہون کہ آنکھ تری شرمگین نہین

شرم و حیا کو دور کرو آؤ سامنے — شیوہ ہی عورتون کا تو پردہ نشین نہین

کہتا ہون جب مین بیٹھنے کو کیا غضب ہی یہ — کہتا ہی ناخوشی سے تو ہر دم نہین نہین

یکتا ہی گرچہ حسن مین لیکن نہ کر غرور — یہ طور کاملین مین دیکھا کہین نہین

تیری شب فراق مین اے یار خوش نظر — آہ و غم و الم کے سوا ہمنشین نہین

بعد از فنا بھی کیجیو یارو مرا مزار — بہتر تو کوے یار سے کوئی زمین نہین

الفت مین تیری مر گئے صدہا بحال زار
قاسم بچے یہ عشق مین ہرگز یقین نہین

غزل

دل دیا جسکو وہ دلبر اور ہی — جان کا خواہان ستمگر اور ہی

رہنما ظاہر سے کچھ مطلب نہین — عشق کی منزل کا رہبر اور ہی

ہو مبارک وصل مہ رو کا رقیب — اپنی قسمت کا تو اختر اور ہی

مین ہوا مجروح جسکے زخم سے — وہ سنان و تیر و خنجر اور ہی

اپنے نالون سے نہین نسبت ہی کچھ — اُسکے آگے شور محشر اور ہی

ہو رسائی یار تک میری کہان — اُسکی نظرون مین تو اکثر اور ہی

اندنون قاسم حقیقت کیا کہون
وہ گذشتہ حال ابتدا اور ہی

غزل

جب سے دوری ہوئی تمھاری ہی — بیقراری ہی بیقراری ہی

روز و شب تیرے ہی تصور مین — آہ و زاری ہی آہ و زاری ہی

لاؤ تشریف جلد اے صاحب — انتظاری ہی انتظاری ہی

رات دن بلکہ ہر گھڑی ہر دم — یادگاری ہی یادگاری ہی

روئے خندان کے دھیان مین تیرے — اشکباری ہی اشکباری ہی

مبتلا عشق مین ہوا جب سے — غمگساری ہی غمگساری ہی

نہ تو جیتا ہون مین نہ مرتا ہون — دم شماری ہی دم شماری ہی

تیری الفت مین اے ستم ایجاد — جان سپاری ہی جان سپاری ہی

رحم کر تیرے آگے قاسم کو
انکساری ہی انکساری ہی

غزل

وہ بکف تیغ جو آتا ہی اُسے آنے دو — خوف مطلق نہ کرو جان کو تم جانے دو

عشق سے ہمکو نہ مانع ہو نصیحت نکرو
ہم جو کھاتے ہین سدا غم تو ہمین کھانے دو

یارو ہر دم کے ہمین غمسے رہائی ہوگی
کچھ نہ تدبیر کرو جینے کی مرجانے دو

رخ تابان کی طپش زلف سے ٹر کجانے دو
گرد خورشید کے بدلی کو ذرا آنے دو

بال الجھے ہین ترے دل ہی پریشان میرا
بیٹھو تم پاس مرے زلف کو سلجھانے دو

ٹھہرو صاحب ابھی جانے کا ارادہ نہ کرو
بد نظر بیٹھے ہین رستے مین انھین جانے دو

نیم جان کرکے وہ قاسم کو یہی کہتا ہی
شور کرتا ہی اگر درد سے چلانے دو

غزل

اے یار ترے طالب دیدار ہمین ہین
الفت مین تری تازہ گرفتار ہمین ہین

بازار مین خوبی کے ترے یوسف ثانی
نقد دل و ایمان سے خریدار ہمین ہین

اک دو مین نہین بلکہ ہزارون مین ہمین یکہ
یارون مین ترے یار وفادار ہمین ہین

ہر وقت دکھاتا ہی تغافل قہر کی آنکھین
گیا تیری حضوری مین گنہگار ہمین ہین

مجہانہ پھنسا کوئی ترے دام بلا مین
دن رات محبت مین گرفتار ہمین ہین

ہی کون ترے عشق مین پامال غم ہجر
دیدار دکھائے تو سزاوار ہمین ہین

کیا تجکو نہین حال سے قاسم کے خبر ہی
بیٹھے ہوے روتے پس دیوار ہمین ہین

غزل

کیا حال کہون یار تری جلوہ گری کا
جو حسن ہی تیرا وہ نہین حور و پری کا

دیوانہ ہر اک ہوتا ہی بس دیکھ کے تجکو
آنکھون مین کرشمہ ہی تری جادوگری کا

جیطرن

جس طرف گئی تیری نگہ ناز و ادا سے
عالم مین ہوا شور و فغان نوحہ گری کا

بیقدر گہر کو کیا انھون نے وہ لب دیکھ
اظہار کیا لعل نے خون جگری کا

لب بند ہی طوطی تری گفتار کے آگے
نکلے ہی تری چال پہ دم کبک دری کا

شب دیکھ ترے چہرۂ خورشید کو تابان
خاموش ہوا نور چراغ قمری کا

سردار حسینون کا ہوا آج کلی مین
دعوا انہین باطل ہی ترا تاجوری کا

جو آگے ترے دام محبت مین ہوا قید
پھر دغدغہ دن رات گیا دربدری کا

کچھ اندنون سختی ہی ترے دلمین سمائی
یا حال ہی آہون مین مری بے اثری کا

دی حسن کی دولت تجھے کیا خوب خدا نے
چرچا ہی ہر اک جا پہ تری عشوہ گری کا

کرتا ہون مقید تجھے اس خانۂ دل مین
ہوتا جو یہین حاکم کہین خشکی و تری کا

الفت مین ترے ایسا مین دیوانہ ہوا ہون
احوال کہون کیا کہ جو ہی جامہ دری کا

تن سے ترے ہی چادر مہتاب کی زینت
خورشید کو رتبہ ہوا کیا تاج زری کا

آزردہ نہ ہونا کبھی قاسم سے خبردار
انسان کو ہی اقرار خطائے بشری کا

غزل

شہرہ ہی آج کل ترے حسن و جمال کا
جلوہ عیان ہی رخ سے ترے ذوالجلال کا

کیا خوبی تجکو حق نے عطا کی ہی سر بسر
دیکھا نہ آنکھ سے نہ سنا اس کمال کا

کیا وصف ہو بیان ترا اے صنم بھلا
لب بند ہی ہمیشہ یہان قیل و قال کا

دعوی مقابلہ کا کیا ہونٹھ سے ترے
خونمین جگر تمام ہوا رنگ لعل کا

کیا مشک ہین وعنبر اشہب ہر ایک بس
ہندہ بنا غلام بنا تیرے خال کا

ابرو سے تیرے کچھ نہین نسبت کسی طرح
جو رتبہ اسکا ہی وہ نہین ہی ہلال کا

تشبیہ ساتھ کسکے دون اے دلربا تجھے
کوئی نہین زمانہ مین تیری مثال کا

قاسم تجھے حصول ہو عیش و طرب مدام
پرسان جو ایک بار ہو وہ تیرے حال کا

غزل

آج دلبر کو ہم منائینگے
دوست اپنا اسے بنائینگے

پائون پر اسکے سر جھکائینگے
اپنی تقصیر بخشوائینگے

رنج کھینچا ہی انتظار مین
سب حقیقت اسے سنائینگے

سرگذشت فراق کر کے بیان
خوب روئینگے اور رولائینگے

تا نہ قاسم سے وہ کبھی روٹھے
اسکو سوگند حق دلائینگے

غزل

رات دن رہتا تصور ہی ترا پیش نظر
ای قیامت قامت ای خورشید رخ ای سیمبر

آہ کیا بے رحم ہی مطلق نہین تجکو خبر
نام رہتا ہی ترا ورد زبان شام و سحر

ہفت کشور کو نہ لون اسکو کرون تجھ پہ نثار
گر میسر ہو ترا دیدار جانان اک نظر

دید حاصل ہو نہ ہو در پہ ترے اب بیٹھ کے
جوگ سادھا مر مٹے دھونی رمائی عمر بھر

بے ترے دیکھے نہین آتا مرے جی کو قرار
صبر رو رو کے کرون دن رات آہین کھینچ کر

ای صنم تیری حضوری ہو اگر مجکو نصیب
جان و دل سے خادمی تیری کرون آنکھون پر سر

گر مرا ہوتا عمل تجھ پہ پری رو کارگر
شیشہ دل مین ہمیشہ تجھکو رکھتا بند کر

کیا عطا اللہ نے تجکو جمال با کمال
مثل تیرے اور دنیا مین نہین کوئی بشر

جب سراپا آنکھ سے دیکھا تجھے اے ماہرو
پھر نہ کوئی آج تک تجسا البشر آیا نظر

درد فرقت سے تپ دق ہے دوا ممکن نہین
شربت دیدار جانان ہی علاج اسکا مگر

قاسم خستہ جگر ہے نیم جان بیمار ہجر
کیا عجب پائے شفا گر لے مسیحا تو خبر

غزل

ارے قاسم تجھے کیا عہد دنیا سے گذرنا ہی
عبث بار پشیمانی ندامت سر پہ دھرنا ہی

خدا کی یاد کر جبتک کہ زیست ہے باقی
کہ آخر ایک دن یہ کارخانہ سب بگڑنا ہی

یہ تیرا مال و دولت کچھ نہ تیرے ساتھ جائیگا
ارے نادان تجھے ناحق بھروسا اسپہ کرنا ہی

وہان کا خوف کر دل مین کہ کیا کیا کچھ نہ ہوئیگا
کہین جلنا کہین تپنا کہین پل سے گذرنا ہی

خوشی کرنا نہین لازم ہے دشمن کا جو مرنا
کہ اس دنیائے فانی سے تجھے بھی دیکھ مرنا ہی

ذرا کچھ حال اپنی گور کا دل مین تصور کر
کہ تجکو قول ثابت کچھ فرشتون سے بھی کرنا ہی

عجب دیکھا یہان سو کھیل کا ہے کارخانہ سب
دغابازی کہین حیلہ کہین لیکر مکرنا ہی

ذرا کر دھیان فعلون پر کہ کیا اسکا کیا تونے
جو نیکی کی تو بہتر ہے نہین دوزخ مین پڑنا ہی

برائے دولت دنیا تجھے بیفائدہ قاسم
دو روزہ زندگی کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی

غزل

تجھے ناحق کوئی لگائے دل
قدر تجکو نہین ہے ہائے دل

ہین جو یہ جانتا رہے ظالم ۔ کبھی دیتا نہ تجکو ہائے دل
تیرے عاشق جو ہین پریشان ہین ۔ تو نے کسکے نہین ستائے دل
ہین وہ بیمار ہون کہ عیسی بھی ۔ کر نہین سکتا ہر دوائے دل
دوستو کچھ نہین نشان باقی ۔ کیا کہون اب ہین ماجرائے دل
اک نگہ دیکھنے کا مبتدم ہی ۔ ہی بجا ہو جو اب سزائے دل
تیری فرقت مین روز وشب دلبر ۔ رنج و غم درد ہی غذائے دل
دل جو ہو یوسے تجھے کوئی اکبار ۔ پھر کبھی پھیر وہ نپائے دل
ہون وہ آفت رسیدہ کوہ ہلے ۔ گر کرون ایکبار ہائے دل
تیرے ناز و ادا کے تیرون سے ۔ کس طرح سے کوئی بچائے دل

ہفت قاسم سے لیا آسے
ہائے دل ہائے ہائے دل

غزل

رخ پہ نور دکھلایا تو ہوتا ۔ مہ تابان کو شرمایا تو ہوتا
کبھی اقرار کرکے ہان نہین کا ۔ دل عاشق کو بہلایا تو ہوتا
خوشی سے تا خوشی سے نکلے بسکے ۔ زبان پہ کچھ کبھی لایا تو ہوتا
ہمارے دل کے خوش کرنے کو اک دم ۔ تبسم زیر لب لایا تو ہوتا
کبھی تیر نگہ سے کرکے زخمی ۔ لبان مرغ تڑپایا تو ہوتا
تڑپتے دیکھ کر ہمکو ستمگر ۔ تمہارے دل مین رحم آیا تو ہوتا

کبھی پیغام ہمکو بھیج کر جان
ذرا گھر اپنے بلوایا تو ہوتا

کبھی اچھا برا احوال ہمکو
لبون سے اپنے سنوایا تو ہوتا

تمنا ہی یہی قاسم کے دل مین
کبھی کچھ ہمسے فرمایا تو ہوتا

غزل

جب وہ پہلو سے دور ہوتا ہی
سخت دل ناصبور ہوتا ہی

خوب ہم جانتے ہین یہ باتین
دلبرون کو غرور ہوتا ہی

ساتھ اسکے ہی بعد مرنے کے
کچھ تو جسم عنصرور ہوتا ہی

تجھسے ہوتا ہی کیون تو آزردہ
بندہ سے کیا قصور ہوتا ہی

پھر الفت مین جو پھنسا دو بار
نہین اس سے صبور ہوتا ہی

تیری سنگین دلی سے میرا دل
مثل شیشہ کے چور ہوتا ہی

ناگنی زلف دیکھ کے تیری
دل مین سم کا ظہور ہوتا ہی

دیکھ تجھکو ہر ایک دانشمند
احمق و بےشعور ہوتا ہی

آپکے ظلم و جور سے قاسم
جان بلب اب حضور ہوتا ہی

قطعہ

ترک جور و جفا کی عادت کر
مہربانی وفا کی خصلت کر

دیکھ سیرت کو اور صورت کو
مثل صورت کے اچھی سیرت کر

مخمس مناجاتیہ بحضرت باری تعالیٰ

شاہنشہ خدائی در ملک لاتناہی	بر عرش کبریائی بیشک تعالی پناہی
از دست نفس و شیطان قیدم بسے تباہی	پیش تو الغیاثم ربی امید گاہی

انی ظلمت نفسے فاغفرلی یا الٰہی

وارم قدم برابر در راہ نفس خواہی	از امر تو سراسر کردم بسی نباہی
داور توئی بمحشر بر صدر عز و جاہی	لطفی بحال ابتر از جود ہست خواہی

انی ظلمت نفسی فاغفرلی یا الٰہی

کارے چنان نکردم زان شادمند باشم	لاتقنطوا بکارم از رحمت تو بردم
لیکن بحال زارم این ست بر زبانم	لبیک یا الٰہم یارب گناہگارم

انی ظلمت نفسی فاغفرلی یا الٰہی

گردم بسے ز عصیان لیکن نگشت سیری	در دام نفس و شیطان گردم ز خود اسیری
از بہر جملہ انسان کردی تو دستگیری	بالبسط دست و دامان پیشت کنم فقیری

انی ظلمت نفسی فاغفرلی یا الٰہے

با جان غم کشیدہ دریاد مشکمویان	با خاطر تپیدہ از ظلم تندخویان
با دیدہ رنج دیدہ در ہجر ماہرویان	دائم بآب دیدہ از شور نالہ گویان

انی ظلمت نفسی فاغفرلی یا الٰہی

آن خاتم النبیین محمود ہست جانش	بہر شفاعت او در حشر از خدا ایش

خیلی وسیله دارد هر یک طفیلهایش — من هم طفیل عصیان دارم وسیلهایش

انّی ظلمت نفسی فاغفرلی یا الٰهی

یارب بمصطفیٰ و صدیق یار غارش — فاروق حق گذار و عثمان باوقارش

یارب بحق حیدر کو چار مین است یارش — دارم زوری که تو آمرزشی بکارش

انّی ظلمت نفسی فاغفرلی یا الٰهی

بر قبر والدینم نازل کنی تو رحمت — برحال دوستانم بادا مدام لطفت

در راست رسولم توفیق کن هدایت — از بخشش تو دارم امید در قیامت

انّی ظلمت نفسی فاغفرلی یا الٰهی

عمری گناه کردم لهو و لعب نمودم — نامه سیاه کردم بی سود گشت سودم

افسوس و آه کردم هوشم ربود هردم — قاسم گناه کردم بیهوده بود بودم

انّی ظلمت نفسی فاغفرلی یا الٰهی

وله ایضاً خمسهاے متفرق

صاحبا کارساز پر تدبیر — جرمم من عفو کن صغیره کبیر

التجایم همین که رب قدیر — من نگویم که طاعتم بپذیر

قلم عفو بر گناهم کش

ای خداوند هر امید و فقیر — خالق عالم صغیر و کبیر

بی نیازی ز بندگی حقیر — من نگویم که طاعتم بپذیر

قلم عفو بر گناہم کش

یا الٰہی توئی علیم و بصیر — جہد طاعت کنند شاہ و فقی[ر]
میکنی ہر چہ خواہی از تقدیر — من نگویم کہ طاعتم بپذیر

قلم عفو بر گناہم کش

کردۂ آنچہ بود ما تقدیر — طاعتم ہست بر ہمان تدبی[ر]
چشم دارم ولے باین تقریر — من نگویم کہ طاعتم بپذیر

قلم عفو بر گناہم کش

روز و شب طاعتم پر از تقصیر — یا خدا ہست باعث تشوی[ر]
بے نیازا ازین کنم تقریر — من نگویم کہ طاعتم بپذیر

قلم عفو بر گناہم کش

ای شہنشاہ بے وزیر و مشیر — کار ہاے تو خالی از تدبی[ر]
عرض قاسم شنو مکن تاخیر — من نگویم کہ طاعتم بپذیر

قلم عفو بر گناہم کش

تمت

الحمد للہ و المنۃ کہ فسانۂ عبرت فزا و قصۂ حیرت انتما یعنی مثنوی حیرت افزا مع غزلیات و مخمسات شاعر خو[ش]
بیان شیرین زبان محمد قاسم علی لکھنوی قاسم تخلص بمطبع نامی منشی نولکشور مالک مطبع اودھ اخبا[ر]
مقام لکھنؤ میں بار دوم بماہ جنوری سنہ ۱۸۸۶ع موافق ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۳۰۳ھ چھپی